معراجِ سخن

یعنی

نعتِ شریف و منقبت و سلام وغیرہ

مصنفہ

جانشینِ امیر مینائی لکھنوی جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل

استادِ اعلیحضرت حضور پرنور نظام الملک

آصفجاہ سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بہ حسنِ سعی مولوی عبدالغفور صاحب شرر ندوی مددگار ناظم ندوۃ العلما

باہتمام محمد داؤد در نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

۱۳۴۷ھ

بار اول ... جلد

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

الحمد للہ کہ این گلدستہ ریاحین جنت مجموعۂ نعت حضرت خاتم الرسالت محبوب زمن

موسوم بہ

معراج سخن

نتیجۂ فکر

استاد السلطان نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل جانشین امیر مینائی لکھنوی

در [illegible] لکھنؤ طبع گردید

حبیبِ پاک کسی کا خطاب کیا ہوگا — وہ لاجواب ہیں اُنکا جواب کیا ہوگا

مرے گناہ کو یاربّ پوچھ رہنے دے — جو بیحساب ہے اُس کا حساب کیا ہوگا

مدارِ کار ہے حُبِّ رسولؐ پر ورنہ — عمل ہزار ہوں اچھے ثواب کیا ہوگا

تمام اُمّتِ عاصی کے جب ہوئے تم حامی — کسی پہ قہر کسی پر عذاب کیا ہوگا

جو آپکے ہے غلاموں میں اے شہِ کونینؐ — لحد میں اُس سے سوال و جواب کیا ہوگا

لوائے حمد کے شایاں تمھیں ہو محشر میں — سوا تمھارے کوئی انتخاب کیا ہوگا

ہلال جلوہ نما ہو ہزار گردون پر تمھارے ناخنِ پا کا جواب کیا ہوگا

بہشت مین تپشِ مہر کا گزر کیون ہو جہان ہون آپ وہان آفتاب کیا ہوگا

جمالِ پاک کو دیکھینگے بر ملا دمِ حشر تہِ نقابِ رخ آفتاب کیا ہوگا

خدا رسولؐ سے غفلت رہی اگر یون ہی تو حال ہی دلِ خانہ خراب کیا ہوگا

کلامِ نعت جو سنتا ہی وہ یہ کہتا ہے کہ اس طرح سخنِ انتخاب کیا ہوگا

جو مستِ نکہتِ زلفِ نبیؐ ہی اسکا دماغ رہینِ منتِ مشک و گلاب کیا ہوگا

جلیل گوشۂ عزلت مین مشغلہ اپنا

بجز خیالِ رسالت مآبؐ کیا ہوگا

جمے یہ دل مین الٰہی خیال احمدؐ کا کہ روز خواب مین دیکھون جمال احمدؐ کا

تڑپ رہا ہون اسی آرزو مین برسون سے — خدا دکھائے مزارات کے سال احمدؐ کا

کیا ہی کسنے اشارے سے چاند دو ٹکڑے — کہو فلک سے کہ دیکھے کمال احمدؐ کا

خدا نے بخشدی اُمت کو نعمتِ دارین — گیا نہ ایک بھی خالی سوال احمدؐ کا

فلک ہے دیپے ایذا خبر نہین اسکی — کہ ہے غلام یہ آشفتہ حال احمدؐ کا

جو لوگ شوقِ زیارت مین جان دیتے ہین — نصیب اُنھین ہے ہمیشہ وصال احمدؐ کا

فراق مین یہی صورت ہی اک تسلّی کی — زبان پہ نام ہو دل مین خیال احمدؐ کا

اُسیکے واسطے محشر مین سرفرازی ہے — زہے نصیب جو ہو پائمال احمدؐ کا

کلیم طور پہ جانیکی کیون کرین تکلیف — کہو کہ دیکھ لین آکر جمال احمدؐ کا

اِدھر اُدھر نہ بھٹکتا پھرون قیامت مین — اُٹھون تو ساتھ ہو یا ذوالجلال احمدؐ کا

خدا وہ روزِ مبارک تجھے دکھائے جلیل

کہ آئے قاصدِ فرخندہ فال احمدؐ کا

ہم بھلا تاریکیِ مرقد سے گھبرائینگے کیا
خواجۂ عالمؐ جمال اپنا نہ دکھلائینگے کیا

خنجرِ عصیاں کے چرکے ہمکو تڑپائینگے کیا
چارہ سازی سیدِ عالمؐ نہ فرمائینگے کیا

بیخودی عشاق کی پوچھیں تو کہنا اے صبا
آپ آئینگے نہ جبتک آپ میں آئینگے کیا

اُمتی جلنے لگے کیوں آفتابِ حشر میں
دامنِ رحمت کے سائے میں نہ آجائینگے کیا

داغہائے عشقِ احمدؐ کو نہ رکھوں دل میں کیوں
یہ شرارے پھول جنت کے نہ بنجائینگے کیا

بلبلوں میں ذکرِ رخسارِ نبیؐ ہونے لگا
رنگ و بو پر اب چمن کے پھول اترائینگے کیا

ہے فلک سے آج دن بارانِ رحمت کا نزول
تربتِ سلطانِ دیںؐ کے پھول مرجھائینگے کیا

اُٹھینگے حشر کے دن تیرے مستوں کو مگر
صور کے اونچے ترانے ہوش میں لائینگے کیا

تم شفیعِ عاصیاں ٹھہرے تو پھر میرے گناہ
سامنے داور کے مجرم مجکو ٹھہرائینگے کیا

حور کی پلکوں کا شانہ اس جگہ درکار ہے
اور شانے آپکی زلفوں کو سلجھائینگے کیا

ہاتھ خالی حشر میں جانے کا غم کیا اے جلیل
ہم وہاں شاہِ دو عالم کو نہ پا جائینگے کیا

سردارِ دو عالم شہِ ذیشان ہے ہمارا
سلطان ہیں گدا جسکے وہ سلطان ہے ہمارا

درپیش ہے گر مرحلہ حشر تو کیا غم
اللہ کا محبوب نگہبان ہے ہمارا

کیوں جائیں سوئے خلد مدینے سے نکل کر
فردوس سے بڑھکر چمنستان ہے ہمارا

کیا مرتبہ عشقِ محمد ہے نہ پوچھو
ہر داغ جگر مُہرِ سلیمان ہے ہمارا

کیون سر نہ جھکے مصحفِ رخسار کے آگے — کہتے ہین فرشتے بھی یہ قرآن ہے ہمارا

عالم کا تو قبلہ ہے شہا خانۂ کعبہ — تو کعبۂ جان قبلۂ ایمان ہے ہمارا

ہم نرگسِ بیمار کے جس دن سے ہین بیمار — جو درد ہے دل مین وہی درمان ہے ہمارا

محشر مین تہی دستیِ امت کا گلہ کیا — کیا کم ہے کہ وہ شافعِ عصیان ہے ہمارا

بو کاکلِ مشکین کی صبا لا دے خدارا — معلوم تجھے حالِ پریشان ہے ہمارا

صحرائے مدینہ کے خارون کا ہی حصہ — دامن ہے ہمارا نہ گریبان ہے ہمارا

کیا رنگ جب سیلِ اشکِ خجالت نے دیا ہے

گلزارِ ارم دامنِ عصیان ہے ہمارا

اک موجِ کرم دیدۂ گریان ہے ہمارا — سادہ ورقِ نامۂ عصیان ہے ہمارا

تربت مین بھی آزاد ہین حضرت کی بدولت — جنت کا چمن گوشۂ زندان ہے ہمارا

قسمت پہ نہ کیون خلد ہو نازان شب معراج — حورون کے جلو مین شہ خوبان ہے ہمارا

صد شکر دیا تاج شفاعت جسے حق نے — آقا وہ ہمارا ہے وہ سلطان ہے ہمارا

حلقے مین فرشتون کے عجب شان سحر کی — ہالے مین درخشان مہ تابان ہے ہمارا

رخسار نبی ہین جو نظر مین دم گریہ — پھولون سے بھرا دامن مژگان ہے ہمارا

دندان مبارک کی شہادت ہوئی جب سے — ابر مژۂ تر گہر افشان ہے ہمارا

پوچھے جو کوئی مجکو تو ہوتا ہے یہ ارشاد — گمشتہ و وارفتہ و حیران ہے ہمارا

روکا جب مجھے رضوان نے تو بولے شہ والا — آنے دو اسے تم یہ ثنا خوان ہے ہمارا

ہم جاتے قدم سے سر زیارت کو چلے ہین — اخلاص و عقیدت سر و سامان ہے ہمارا

اُس تیغِ تبسم نے عجب کام کیا ہے جو زخمِ جگر ہے گُلِ خندان ہے ہمارا

فریاد جرس یہ نہین اے قافلے والو دل فرقتِ محبوب مین نالان ہے ہمارا

پلے پہ ہین جب آپ تو پھر خواجۂ عالم سب حشر مین دیکھینگے کہ میدان ہے ہمارا

جان اپنی جلیل اُس گلِ رخسار پہ قربان

جس سے تر و تازہ چمن جان ہے ہمارا

دل تشنۂ دیدار ہے محبوبِ خدا کا اِک عالم بیمار ہے محبوبِ خدا کا

کیا حسن کی ہے صَلِّ علیٰ گرمیِ بازار یوسف بھی خریدار ہے محبوبِ خدا کا

بو جسکی فرشتون کے دماغون مین بسی ہے وہ گیسوِ خمدار ہے محبوبِ خدا کا

ہم صورتِ حق دیکھتے ہین جسمین وہ لاریب آئینۂ رخسار ہے محبوبِ خدا کا

سیراب ازل جس سے ہوئے خضرؑ و مسیحا ۔۔۔ وہ چشمۂ دیدار ہے محبوب خدا کا

جو بات ہے طیبہ میں کہاں خلد بریں میں ۔۔۔ کچھ اور ہی گلزار ہے محبوب خدا کا

ممکن نہیں خورشید فلک آنکھ ملائے ۔۔۔ روضۂ وہ ضیابار ہے محبوب خدا کا

وہ روح امیںؑ جسکا ملائک میں ہے شہرہ ۔۔۔ اک غاشیہ بردار ہے محبوب خدا کا

پڑھ لیتے ہیں قسمت کا لکھا اسکی ضیا میں ۔۔۔ وہ روئے پُر انوار ہے محبوب خدا کا

عشاق جسے قبلۂ جاں کہتے ہیں اپنا ۔۔۔ وہ ابروئے خمدار ہے محبوب خدا کا

جھکتے ہیں سر افلاک نشینوں کے بھی اسجا ۔۔۔ کس شان کا دربار ہے محبوب خدا کا

آئے ہیں مجھے دیکھنے کس شوق سے عیسیٰؑ ۔۔۔ سنکر کہ یہ بیمار ہے محبوب خدا کا

کیوں جائے سوئے طور وہ اے حضرت موسیٰؑ ۔۔۔ جو طالب دیدار ہے محبوب خدا کا

تربت مین نکیرین نہ چھیڑین کہ عاصی دیوانہ و سرشار ہے محبوبِ خدا کا

ہر ذرّہ مدینے کا جسے تجلیل اپنی نظر مین

آئینہ اسرار ہے محبوبِ خدا کا

افلاک پہ بھی نام ہے محبوبِ خدا کا چرچا سحر و شام ہے محبوبِ خدا کا

عاقل وہی۔ کامل وہی۔ ہشیار وہی ہے جو مستِ مئے جام ہے محبوبِ خدا کا

اُمّت کو لئے سائے مین اپنے دمِ محشر گیسوے سیہ فام ہے محبوبِ خدا کا

کہتی ہے جسے خلق کلیدِ درِ فردوس وہ نامِ خدا نام ہے محبوبِ خدا کا

شیدائی و سودائی و وارفتہ و حیران میرا دلِ ناکام ہے محبوبِ خدا کا

احمدؐ پہ مَین قربان محمدؐ پہ تصدّق محبوب ہر اک نام ہے محبوبِ خدا کا

نبیوں سے ہوا ذکرِ شفاعت جو دمِ حشر
سب بولے کہ یہ کام ہے محبوبِ خدا کا

فردوس کو دیکھو۔ فلک و عرش کو دیکھو
یہ گھر۔ وہ در و بام ہے محبوبِ خدا کا

دیندار ہو کوئی کہ خطاکار ہو سب پر
یکساں کرمِ عام ہے محبوبِ خدا کا

کیوں امتِ مرحومہ نہ مقبولِ خدا ہو
یہ مذہبِ اسلام ہے محبوبِ خدا کا

جس پھول کی خوشبو سے معطر ہیں دو عالم
وہ عارضِ گلفام ہے محبوبِ خدا کا

محبوبِ خدا آپ ہیں بس اس سے سمجھ لو
کیا حسنِ دل آرام ہے محبوبِ خدا کا

احمد جو کہا منھ سے شفا پا گئے بیمار
کیا روح فزا نام ہے محبوبِ خدا کا

وہ کام کرو جس سے ملیں حشر میں ہم تم
امت کو یہ پیغام ہے محبوبِ خدا کا

کہتا ہے جسے لیل آج جسے سارا زمانہ
اک بندۂ بیدام ہے محبوبِ خدا کا

شکر کس منھ سے ادا ہو اس خدائے پاک کا — امتی جس نے کیا مجکو شہِ لولاک کا

کوئی مسجودِ ملائک ہے۔ کوئی سیاحِ عرش — مرتبہ پوچھو فلک والوں سے مشتِ خاک کا

بامِ قصرِ مصطفےٰ تک اُڑ کے پہنچے کیا مجال — اس جگہ ہے قطع شہپر طائرِ ادراک کا

جی میں ہے نذرِ رخ و گیسوے احمدؐ کیجیے — چشمِ تر کا آئنہ شانہ دلِ صد چاک کا

زہرِ عصیاں سے جو ہیں مسموم اُنکے واسطے — کام کر جاتا ہے نامِ مصطفےٰ تریاک کا

بہرِ تسکین شاہِ دیں کو دمبدم کرتا ہوں یاد — خود میں کرتا ہوں علاج اپنے دلِ غمناک کا

لکھ رہا ہے خامہ حضرتؐ کی سواری کا جو وصف — ہر کشش ہے اک ترارہ توسنِ چالاک کا

گنبدِ خضرا کی رفعت نے یہ عقدہ حل کیا — سر خجالت سے جھکا رہتا ہے کیوں افلاک کا

چشمِ رحمت نے کیا میرے گناہوں کا وہ حال — حشر ہوتا ہے جو بجلی سے خس و خاشاک کا

ہوگئے جامے سے باہر فرطِ شادی سے اویسؔ   پا کے خلعت آپ کی تری ہوئی پوشاک کا

دمبدم آتی ہے اس در سے مدینے کی ہوا   بخیہ گر اچھا نہیں سینا جگر کے چاک کا

ہم گدایانِ محمدؐ کی نظر میں اے جلیل
مسندِ شاہی ہے اس کوچے میں بستر خاک کا

ردیف دال مہملہ

موسیٰ سے کہو دیکھ لیں رخسارِ محمدؐ   اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

اس درجہ بڑھی گرمیِ بازارِ محمدؐ   اللہ ہوا آپ خریدارِ محمدؐ

سوتے سے جگا دے مری قسمت کو الٰہی   سوتے میں دکھا دے مجھے دیدارِ محمدؐ

قسمت دلِ صد چاک کی دم بھر میں سلجھ جائے   الجھیں جو کہیں گیسوِ خمدارِ محمدؐ

جنّت کو کہیں ڈھونڈنے جانا تو نہیں ہے	دیکھو نہ وہ کیا ہے پسِ دیوارِ محمدؐ

ملتی ہے سزا کے عوض آسائش کونین	صد شکر کہ ہوں بھی تو گنہگارِ محمدؐ

کہدو کہ بلائیں نہ مجھے خلد میں جو ریں	اچھا ہوں تہِ سایۂ دیوارِ محمدؐ

گذرے جو شرم اُدھر عاشق گیسو	لینے کو بڑھا سایۂ دیوارِ محمدؐ

پی جاے اگر چشمۂ کوثر بھی وہ سارا	سیراب نہو تشنۂ دیدارِ محمدؐ

یہ منھ نہیں یارب جو کہوں در پہ جگہ دے	ہوجائے ٹھکانا پسِ دیوارِ محمدؐ

لطف شبِ معراج بڑھانے کیلئے ہیں	وہ لٹکے ہوے گیسوِ خمدارِ محمدؐ

قبلے کی نہیں سمت جو معلوم تو کیا غم
ہیں یاد جو سیلِ ابروِ خمدارِ محمدؐ

ردیفِ نون

سب جنھیں سیدِ مکّی مدنی کہتے ہین
اُنسے ہم حضرتِ موسیٰ ارِنی کہتے ہین

تیرِ مژگان سے کیا طائرِ سدرہ کو شکار
اللہ اللہ اسے ناوک فگنی کہتے ہین

جان دیتے ہین جو بے دیکھے شہِ بطحا پر
آفرین اُنکو اویسِ قرنی کہتے ہین

عرشِ اعظم کو ہلا دیتے ہین عشاقِ رسولؐ
یا محمدؐ جو دمِ نعرہ زنی کہتے ہین

اور تو جائین مدینے کو رہین ہم محروم
دیکھ اے چرخ اسے دلشکنی کہتے ہین

ہند مین تن ہے مرا جان مری طیبہ مین
اِسکو عشاق غریب الوطنی کہتے ہین

ہو نظر لطف کی بہرِ شہِ جیلانؓ مجھ پر
جنکو سب لوگ حسینی حسنی کہتے ہین

چار یارِ آپ کے حامی مرے ہو جائین جنھین
عمرؓ و حیدرؓ و صدیقؓ و غنیؓ کہتے ہین

کیا کہوں کون ہیں جنکے لیے دیوانہ ہوں — سب انھیں سیدِ مکی مدنی کہتے ہیں

نعتِ احمد میں چمن خوب کھلایا ہے جلیل

بارک اللہ اسے رنگین سخنی کہتے ہیں

سطرف گلشنِ طیبہ سے ہوائیں آئیں — سطرف جھوم کے رحمت کی گھٹائیں آئیں

راہ لی میں نے جو طیبہ کی نکلکر گھر سے — بارک اللہ کی گردوں سے ندائیں آئیں

دیکھکر گنبدِ خضرا جو مجھے غش آیا — حوریں فردوس سے لینے کو بلائیں آئیں

عشقِ احمد میں مصیبت کو بھی رحمت سمجھا — بڑھکے لیں میں نے فلک سے جو بلائیں آئیں

اے ابرہے قرب سرِ عرش جو حضرت پہونچے — اُدن مِنّی کی لگاتار صدائیں آئیں

کسکا دیوانہ ہوں یارب کہ دمِ جانہ دہی — خلد کی جا کے بیاباں سے ہوائیں آئیں

اے نسیمِ چمن کوے رسولِ عربی   سچ بتا تجھکو کہاں سے یہ ادائین آئین

زلفِ مشکین کا جو تھا دھیان دمِ فکرِ سخن   میرے ہر شعر مین پر بونکی دائین آئین

اُس مسیحا کا جو بیمار ہوا اسکے لئے   غیب سے دردِ محبت کی دوائین آئین

مٹگئین اُڑگئین گم ہوگئین معدوم ہوئین   سامنے عفو کے جب میری خطائین آئین

ہجر مین شاہِ رسل کے جو ہوا مین گریان   موتی برساتی ہوئی مجھپہ گھٹائین آئین

نامِ احمد جو لیا وقتِ مناجاتِ جلیل

ہو کے مقبول مرے لب پہ دعائین آئین

ردیفِ واو

اے مرے شاہِ باصفا نورِ خدا تمھین تو ہو   حسنِ ازل ہے آئنہ جلوہ نما تمھین تو ہو

شانِ جمالِ کبریا تاجِ وقارِ انبیا — کہتے ہین جنکو مصطفےٰ صلِّ علیٰ تمھین تو ہو

روحِ رواں ہے تم سوا حورِ جناں ہے تم سوا — دونون جہان سے تم سوا بعدِ خدا تمھین تو ہو

تم ہو خدا کو دیکھتے خلق ہے تمکو دیکھتی — قبلۂ جان تمھین تو ہو قبلہ نما تمھین تو ہو

آتشِ عشق سے ہم مشتعل سوزِ درون ہے متصل — کس سے کہون مین حالِ دل دلکی دوا تمھین تو ہو

غم سے تپان ہمین تو ہین سوختہ جان ہمین تو ہین — تشنہ دہان ہمین تو ہین آبِ بقا تمھین تو ہو

احمدِ پاک جب کہا دل کو قرار آگیا — نام مین جسکے ہے شفا نامِ خدا تمھین تو ہو

دی جو خدا سے آگہی مٹ گئی سبکی گمرہی — خضر بھی کہتے ہین یہی راہنما تمھین تو ہو

منھ سے کچھ اب تو بولدو قفل لبونسے کھولدو — عقدۂ مرا بھی کھولدو عقدہ کشا تمھین تو ہو

دونون جہان مین رات دن پھیلی ہے کسکی روشنی — پردے مین مہر و ماہ کے جلوہ نما تمھین تو ہو

دست کرم ہے خلق پر لیے خدا پہ ہے نظر — سب مین ملے تمھین تو ہو سب سے جدا تمھین تو ہو

حشر مین ایک شور اٹھا جب یہ جلیل نے کہا

اے مرے شاہِ باصفا نورِ خدا تمھین تو ہو

ہے یہ امید رسولِ دوسرا سے مجھ کو — بخشوا لینگے قیامت مین خدا سے مجھ کو

یادِ گیسو سے بہل جائیگا دل تربت مین — چھوڑے جاتے ہین اندھیرے مین بلا سے مجھ کو

ہجر سے جان نکلنے مین کیا باقی تھا — آپ نے آکے چھڑایا ہے قضا سے مجھ کو

لے اڑے ہے سوئے طیبہ کہ مجھے مثلِ غبار — ہے یہ امید مدینے کی ہوا سے مجھ کو

جانتے ہین کہ یہ ہے میری محبت کا فقیر — دیکھتے جاتے ہین شاہانہ ادا سے مجھ کو

اور ہی جلوہ سمایا ہے مری آنکھون مین — کیون بلاتے ہین حسین ناز و ادا سے مجھ کو

مین بھی اک طالبِ دیدار ہون موسیٰ کیطرح
ہان لُٹا دو نگہِ ہوشربا سے مجھ کو

چھالے گلین کبھی لذت جھانوں کی ہین کانٹون کیلیئے
کہ زبان خشک دکھاتے ہین یہ پیاسے مجھ کو

آپ ہی کہدین مرا حال خدا کے آگے
بات کرنیکی نہین تاب حیا سے مجھ کو

اس ہوا خواہ کو سرکار بلائین تو سہی
پائینگے چار قدم آگے ہوا سے مجھ کو

التجا دل کی یہ ہے مین ہون تمھارا مجرم
باندھ لو بہرِ خدا زلفِ دوتا سے مجھ کو

تابشِ مہرِ قیامت سے بچا لیگا مجھے
ہے یقین آپکے دامانِ قبا سے مجھ کو

نعت گوئی مین مری کیون نہو تاثیر جلیل
فیض ہے امین امیر الشعرا سے مجھ کو

آنکھ اُس شہِ خوبان کی لگا لیگئی دلکو
اک شوخ پری تھی کہ اُڑا لیگئی دل کو

نامہ جو لکھا مین نے کہ لیجائے مدینے
نامے کی جگہ بادِ صبا لیگئی دل کو

جس کاکلِ مشکین سے ہے وابستہ دو عالم
وہ کاکلِ محبوبِ خدا لے گئی دل کو

ہے جان کو یہ شک کہ مین رہگئی پیچھے
اُن کی نگہِ ہوش رُبا لیگئی دل کو

ڈھونڈون اُسے جنت مین کہ سدرہ مین الٰہی
کس سمت مدینے کی ہوا لیگئی دل کو

شاہون کیلیے فخر ہے جس شہ کی غلامی
اُس شاہ کی شاہانہ ادا لیگئی دل کو

روضے پہ نیا پھول چڑھانا تھا جو منظور
طیبہ کی ہوا آکے اُڑا لیگئی دل کو

اے کاش کرے بند کشِ سرورِ عالم
وہ زلف جو مٹھی مین دبا لیگئی دل کو

اشکون مین بہا دل کا کہان اے غمِ ہجران
اک سیلِ رواں تھی کہ بہا لیگئی دل کو

حوروں نے جلیل آپ کو دیکھا تو یہ بولیں

وہ آنکھ وہ چتون وہ حیا لے گئی دل کو

ردیف ہائے ہوّز

واہ کیا حُسن ہے کیا شان ہے اللہ اللہ
دل تو کیا جان بھی قربان ہے اللہ اللہ

دیکھیے دیکھیے ماہِ مدنی کا جلوہ
شان کے ساتھ عجب آن ہے اللہ اللہ

فرش سے عرش تک اک نور کا عالم دیکھا
وصلِ محبوب کا سامان ہے اللہ اللہ

آج کیا ذکر فرشتوں کا کہ اللہ کو بھی
دیکھنے کا ترے ارمان ہے اللہ اللہ

دونوں عالم میں بچھا خوانِ کرم ہے جس کا
آج وہ عرش پہ مہمان ہے اللہ اللہ

فرق پر جس کے ہوا تاجِ شفاعت موزوں
دیکھنا یہ وہی سلطان ہے اللہ اللہ

جسپہ جن و ملک حور و پری صدقے ہین　　مصطفٰے نام وہ انسان ہے اللہ اللہ

دیکھکر حسن ترا آنکھ ہر اک اختر کی　　صورت آئینہ حیران ہے اللہ اللہ

جلوہ پاک کبھی خواب مین دیکھا تھا جلیل

جب سے لب پر مرے ہر آن ہے اللہ اللہ

ردیف یاے تحتانی

ہم ایا آپکا پلتے تو آتے اپنی آنکھون سے　　گھر شکون کے روضے پر چڑھاتے اپنی آنکھون سے

زیارت کی تمنا مین خیال رنج و راحت کیا　　کڑی جو راہ مین پڑتی اُٹھاتے اپنی آنکھون سے

نظر آتا کوئی تنکا اگر یثرب کی گلیون مین　　اُٹھاتے اپنی پلکون سے لگاتے اپنی آنکھون سے

جلا کر شمع سان دل کو مزہ لیتے محبت کا　　کھڑے روضے پہ ہم آنسو بہاتے اپنی آنکھون سے

در و دیوار کے انوار نظر و نمین سما جاتے — وہ نقشہ اپنے دل پر کھینچ لاتے اپنی آنکھوں سے

خدا کرتا کبھی حضرت سے آنکھیں چار ہو جاتیں — ہم اپنا دردِ دل سب کہہ سناتے اپنی آنکھوں سے

کہاں تھیں ایسی آنکھیں جنکا سر خاکِ در ہوتی — تبرک جان کر اسکو لگاتے اپنی آنکھوں سے

یہ سنتے ہیں کہ آنسو موتیوں میں تولے جا ئینگے — مزہ ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے

تصور گر اٹھتا بھی تو رو کر پھر جما لیتے — ہم اپنے پیارے روٹھے کو مناتے اپنی آنکھوں سے

سنا ہے خاک پر جب لوٹ جاتا گوشۂ دامن — فرشتے دوڑ کر اسکو اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

وہ آتے خواب میں تو تپلیاں قدموں سے مل لیتے — ہم اپنی سوتی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

بلا سے ہوش جاتے دیکھ تو لیتی نگہ اُن کی — ہمیں وہ کاش دیوانہ بناتے اپنی آنکھوں سے

نگاہِ لطف ہی کافی تھی بیمارِ محبت کو — نہ سنتے حال لیکن دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے

جلیل اشتیاقِ ندیمِ اُمت جوش پر آتے تو کیا کہنا

ہم اپنی بگڑی حالت کو بناتے اپنی آنکھوں سے

ہائے پھر آج مدینے کی فضا یاد آئی
حالت ایسی ہوئی دل کی کہ قضا یاد آئی

خلد کو دیکھ کے دل ٹوٹ گیا سینے میں
وہ تجلی گہہِ محبوبِ خدا یاد آئی

سُنکے بیمار دیا مژدہ دیدار مجھے
دردِ دل کی مرے عیسیٰ کو دوا یاد آئی

بھول بیٹھا میں دو عالم کو ہوا یہ عالم
جب تمھاری نگہِ ہوش ربا یاد آئی

ہچکیاں نزع میں یارب مجھے کیوں آنے لگیں
میرے سرکار کو اسلم مری کیا یاد آئی

نفسِ سرد کے جھونکے جو غمِ شہ میں چلے
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ مدینے کی ہوا یاد آئی

جان لیتی تھی درازی شبِ تنہائی کی
رات کیا کیا مجھے وہ زلفِ دوتا یاد آئی

ایسے بھولے کہ بلایا نہ ابھی تک مجھکو
ہائے اُن کو مری حالت نہ ذرا یاد آئی

پھر بہار آئی ہوئے زخم مرے دل کے ہرے
پھر مجھے گنبدِ خضرا کی فضا یاد آئی

پھر وہ ماہِ مدنی پھرنے لگا آنکھوں میں
پھر وہ انداز وہ چتون وہ ادا یاد آئی

پھر ہوا حسرت و ارمان و تمنّا کا ہجوم
پھر وہ بھولی ہوئی بزمِ رفقا یاد آئی

آنکھ بھر آئی جہاں سامنے پانی آیا
پیاس میں حالتِ شاہِ شہدا یاد آئی

کیوں تڑپنے لگے آوازِ اذاں سُنکے جلیل
کونسی بات تمھیں مردِ خدا یاد آئی

مے عشقِ محمدؐ کی مرے دل میں بھری ہے
اتری ہوئی اِس شیشۂ نازک میں پری ہے

میں یاد میں رخسار کی آہیں نہیں کرتا
ڈالی لئے پھولوں کی نسیمِ سحری ہے

پیری میں بھی ہے دل کی تمنا وہی باقی
ٹوٹی ہوئی ہے شاخ مگر اب بھی ہری ہے

کیا حسرتِ دیدار کہوں جیسی دِوران
آنکھوں میں دم اٹکا ہے دمِ چارہ گری ہے

معراج مین تھی جو دم دیدارِ الٰہی — ابتک وہی مستی تری آنکھونمین بھری ہے

دُنیا کی نہ خواہش ہے نہ عقبیٰ کی تمنا — وہ اور مزا ہے جو مرے سرمین بھری ہے

سختی ہی بہت ہجر مین بیخود مجھے کردے — اب وقت خبر لینے کا بے بیخبری ہے

نام آپکا لے لیکے جو کرتا ہون مین نالے — عالم کو تماشا تری شوریدہ سری ہے

کیا ہوش ربا ہی ترے روضے کا نظارہ — بے پردہ در پردہ وہی جلوہ گری ہے

قربان ہوئی جاتی ہے احمد پہ خدائی — اے حسنِ ازل سب تری جلوہ گری ہے

کہتے ہین شہِ دین کہ خبر لون تری کیونکر
تجھکو تو جلیل آٹھ پہر بے خبری ہے

سوزِ دل کی مجھے ملجائے دوا تھوڑی سی — یا نبی دیجئے دامن کی ہوا تھوڑی سی

حال ستون کا ترے دیکھ کے رشک آتا ہے — اس طرف بھی نگہِ ہوش ربا تھوڑی سی

کیوں کوئی دولتِ دارین خدا سے مانگے — دل میں ہو الفتِ محبوبِ خدا تھوڑی سی

جان بلب ہو کے چلا ہوں میں زیارت کیلئے — دے مری عمر کو اللہ وفا تھوڑی سی

جان سے بڑھ کے مجھے داغِ محبت ہے عزیز — کاش اس پھول میں ہو بوئے وفا تھوڑی سی

بوئے محبوب جو پاؤں تو میں جی جاؤں ابھی — تو ہی تکلیف کرے اے بادِ صبا تھوڑی سی

لوٹنے کی قدمِ پاک پہ حسرت ہی رہی — دو اجازت مجھے اب بہرِ خدا تھوڑی سی

دربدر پھر کے میں آیا ہوں درِ اقدس پہ — بیٹھ رہنے کو مجھے چاہیے جا تھوڑی سی

مانگتا ہے کوئی دنیا کوئی عقبےٰ تم سے — عرض میری بھی ہے شاہِ دوسرا تھوڑی سی

زائرو جلوہ گہِ پاک ہے مقبول جگہ — مانگ لینا مرے حق میں بھی دعا تھوڑی سی

مین تمھین دیکھکے تڑپا جو بھری محفل مین ہی خطا دلکی سوا میری خطا تھوڑی سی

پاکے مین ساقیِ کوثر کو یہ کرتا ہون سوال اے عطا پاش ادھر بھی ہو عطا تھوڑی سی

حضرت آئے ہین دمِ نزع زیارت کر لون کاش اسدم مجھے مہلت دے قضا تھوڑی سی

مجکو آئینہ خاطر کی جلا کرنا ہے یا نبی چاہیے خاکِ کفِ پا تھوڑی سی

لے لیا ہمنے صلے مین چمنِ خلد جلیل

کرکے موزون شہِ والا کی ثنا تھوڑی سی

مجھے دردِ دلکی دوا چاہیے غبارِ رہِ مصطفےٰ چاہیے

مدینے تک آئے ہین مر مرکے ہم پئے قبر تھوڑی سی جا چاہیے

یہ کہتی ہین آنکھین کہ دیدار کو جمالِ حبیبِ خدا چاہیے

محبت نے جو کچھ کیا دل کے ساتھ　　مزے کا ہے قصہ سنا چاہیے

جسے چاہتے تھے اسے پا گئے　　اب اسکے سوا اور کیا چاہیے

مدینے پہونچنا ہے دشوار کیا　　دلِ زار فضلِ خدا چاہیے

سفر مین تو جب ہے ساتھ ساتھ　　کہ ہون نا بلد رہنما چاہیے

یہ پیکِ تصور سلامت رہے　　نہ قاصد نہ بادِ صبا چاہیے

صبا کیا کھلائیگی دل کی کلی　　تمھاری گلی کی ہوا چاہیے

طبیبون سے مین کیا کہون دردِ دل　　مجھے کوئی درد آشنا چاہیے

ہوین نعمتِ دو جہان کی نہین　　مجھے خواجہ دوسرا چاہیے

مزے سے کوئی درد خالی نہین　　مگر اپنے دل مین مزا چاہیے

پابوس کی آرزو   کہ دل مین ترا نقشِ پا چاہیے

بُلا لینگے حضرت تمھین بھی جلیل

مگر صدقِ دِل سے دعا چاہیے

خواب ہی مین ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفےٰ   ڈھونڈتی ہے ہمکو آنکھون مین نظر یا مصطفےٰ

مسکرا کر دیکھ لو گر اک نظر یا مصطفےٰ   پھول ہو جائین مرے زخمِ جگر یا مصطفےٰ

دردمندون پر ہو کچھ ایسی نظر یا مصطفےٰ   درد خود ہو جائے اپنا چارہ گر یا مصطفےٰ

نام لیوا آپکا ہون اور کچھ آتا نہین   رات دن یا مصطفےٰ شام و سحر یا مصطفےٰ

گر نگاہِ خلق سے پردہ تمھین منظور ہے   میری آنکھون مین ہو منزل نظر یا مصطفےٰ

ہو نمک افشان کسی دن آپکا حُسنِ ملیح   چاہتا ہون لذتِ زخمِ جگر یا مصطفےٰ

اک خلوت گاہ ہے اور اک تجلی گاہ ہے — دیدہ و دل آپکے دونوں میں گھر یا مصطفٰی

چشمِ تر لیکر چلے ہیں ہم زیارت کیلئے — اس سے چھڑ کینگے تمھاری رہگزر یا مصطفٰی

آپکی فرقت میں دو ٹکڑے دلِ پُر داغ ہے — یہ نیا روشن ہوا شق القمر یا مصطفٰی

اک ذرا گوشِ توجہ اپنے بسمل کیطرف — کہہ رہے ہیں کچھ لبِ زخمِ جگر یا مصطفٰی

زندگی اپنی جو یوں گذرے تو پھر کیا بات ہے — ہم تو ہوں بیمار تم ہو چارہ گر یا مصطفٰی

شوق میں ہم یاد کرتے ہیں تمھیں کس طرح — یا نبیؐ یا شاہ یا خیر البشر یا مصطفٰی

اور ہے وہ کون جو سردارِ جنت کا بنے — آپ میں یا آپکے نورِ نظر یا مصطفٰی

ڈھونڈ لینا تمکو محشر میں کوئی مشکل نہیں — تم جدھر ہو گے خدا ہو گا اُدھر یا مصطفٰی

کون ہے جو آپکے جلوے کا دیوانہ نہیں — راتدن حیرت میں ہیں شمس و قمر یا مصطفٰی

اور تو کوئی نہیں ہے میرے رونیکا علاج   پائے اقدس سے ملوں میں چشمِ تر یا مصطفیٰ

خواب میں دیکھا ہی جب سے بڑھ گیا ہی شوقِ دید   نکلی پڑتی ہی آنکھوں سے نظر یا مصطفیٰ

میرے دل میں بھر گئے آپکے تصور آپکا   پھر اٹھا تعظیم کو دردِ جگر یا مصطفیٰ

کھب گئی کیا زیرِ لب تیغِ تبسم آپ کی   مسکرائے کیوں مرے زخمِ جگر یا مصطفیٰ

دردِ دل کا کوئی کیوں پوچھے مسیحا سے علاج   وہ بھی کہتے ہیں کہ تم ہو چارہ گر یا مصطفیٰ

اس حسنِ علیلِ خستہ جان کا خاتمہ بالخیر ہو

دم نکلجائے تمھارے نام پر یا مصطفیٰ

الٰہی عشق دے اسکا مدینے کا جو سلطاں ہے   محمدؐ نام ہے تاجِ رسلؐ ہے شاہِ خوباں ہے

محمدؐ قبلۂ ہر دو جہاں ہے کعبۂ جاں ہے   انیسِ بیکساں ہے چارہ سازِ دردمنداں ہے

زہے تقدیر اُمت کی کہ وہ پیارا نبیؐ پایا — یتیموں کا جو وارث ہے جو ملجائے غریباں ہے

حوادث لاکھ ہوں کیا خوف مشتاقانِ شیدا کو — نبیؐ کا جو فدائی ہے خدا اسکا نگہباں ہے

عجب تاثیر ہے صلِ علےٰ نامِ محمدؐ میں — غذائے روحِ انساں ہے دوائے دردِ عصیاں ہے

خیالِ مصطفےٰ کو لیکے میں جاتا ہوں محشر میں — نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا ساماں ہے

سواری دیکھکر شہ کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی — یہی فخرِ دو عالم ہے یہی محبوبِ یزداں ہے

مرا کیا منھ ہے جو دعویٰ کروں اُنکی محبت کا — خدا جسکا ثنا خواں ہے خدائی جسپہ قرباں ہے

وہ خاصانِ خدا جنکو ملا رتبہ رسالت کا — سب اخوانِ محمدؐ ہیں محمدؐ فخرِ اخواں ہے

زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو — مجھے مشکل سے مشکل ہے تمھیں آسان سے آساں ہے

بھٹک سکتا نہیں کوئی تمھاری پیروی کرکے — کہ جو نقشِ قدم ہے وہ چراغِ راہِ ایماں ہے

بحقِ احمدؐ و آلِ محمدؐ بخشدے اِس کو

جلیلِ خستہ یا رب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

تمھارے ہاتھ میں شیشہ ہے مے ہے جام بھی ہے
مری ہے عرض کہ حاضر یہ تشنہ کام بھی ہے

دوائے درد کی یا رب کمی نہیں مجھ کو
ترا کلام بھی ہے مصطفےٰ کا نام بھی ہے

پکارتے ہیں ملک میری نعت گوئی پر
کہ نور کی ہے زبان نور کا کلام بھی ہے

رسول سب ہیں مگر ہیں وہ جسکا شیدائی
رسولؐ بھی ہے رسولوں کا وہ امام بھی ہے

ہلالِ عید ہے کعبہ ہے ابروِ خمدار
عدو جو آئے تو شمشیر بے نیام بھی ہے

بہت سے پھول ہیں دامن میں نذرِ تربت کو
درود بھی ہے عقیدت بھی ہے سلام بھی ہے

ہر اک صفت کی ہے تکمیل عہدِ طفلی سے
خدا کی شان مہِ نو مہِ تمام بھی ہے

بیاضِ دیدۂ قدسی ہے صبح طیبہ کی
تو چشمِ حسرکی تپلی یہاں کی شام بھی ہے

مزارِ پاک کے پروانے کچھ بشر ہی نہیں
کہ صبح و شام فرشتون کا ازدحام بھی ہے

یہ ہے کمالِ معیت کہ فرش سے تا عرش
خدا کا نام جہان ہے نبیؐ کا نام بھی ہے

جلیلؔ سے شہِ کونینؐ خوب واقف ہیں
کہ امتی بھی ہے شیدا بھی ہے غلام بھی ہے

مشامِ جان میں جو پہونچی ہے بو مدینے کی
تو رنگ لائی ہے کیا آرزو مدینے کی

شمیمِ نافۂ زلفِ نبیؐ کی شرکت سے
دلوں کو وجد میں لاتی ہے بو مدینے کی

ہزار بار مدینے کا میں نظارہ کرون
نجائے دل سے مگر آرزو مدینے کی

جو راہ میں کسی بیمار کو غش آتا ہے
تو آکے ہوش میں لاتی ہے بو مدینے کی

ہوس بہشت کی طیبہ کے رہتے کیا ہوگی
کہ خود بہشت کو ہے آرزو مدینے کی

خدا رسول کی اُلفت کا مقتضیٰ یہ ہے
طلب حرم کی رہے جستجو مدینے کی

بہت سُنا چکے افسانے طورِ سینا کے
بس اب کلیم کرو گفتگو مدینے کی

یہ اپنا ذوق ہے زاہد یہ اپنی فطرت ہے
تجھے جنان کی مجھے آرزو مدینے کی

رہِ طلب میں جو تھک جائیں پائے شوق مرے
تو ہوش اُڑ کے کریں جستجو مدینے کی

جلیلؔ حکم ادب ہے یہ شاعروں کیلئے
لکھے نہ مدح کوئی بے وضو مدینے کی

چاہتا ہون درِ محبوب پہ ہو جا میری
پوری ہو جائے الٰہی یہ تمنا میری

سُنکے بیمارِ غمِ عشق رسولِ عربی
روز آتے ہیں عیادت کو مسیحا میری

عرض کرنیکی نہ طاقت ہے نہ حاجت شاہا ۔۔۔ جانتے آپ ہیں جو کچھ ہے تمنا میری

طور پر تمنے جو دیکھا وہ رُخِ احمدؐ ہیں ۔۔۔ دیکھتی ہے نظر اے حضرتِ موسیٰؑ میری

میں سوِ گنبدِ خضرا جو نظر کرتا ہوں ۔۔۔ آنکھ پڑتی ہے سرِ عرشِ معلّٰی میری

ہجر میں گریہ ہے۔ فریاد ہے بیتابی ہے ۔۔۔ دیکھتے کاش یہ حالت شہِ بطحاؐ میری

بارگاہِ نبوی میں جو گزر ہو تیرا ۔۔۔ اے صبا بات کوئی بھول نہ جانا میری

خارِ صحرائے مدینہ کی جنوں میں ہے تلاش ۔۔۔ چاہتی ہے وہی نشتر رگِ سودا میری

لبِ جانبخش سے امداد نچاہوں کیونکر ۔۔۔ جان لیتی ہے تری نرگسِ شہلا میری

رہ کے طیبہ میں بھی طیبہ کی طلب باقی ہے ۔۔۔ پیاس بجھتی نہیں یارب لبِ دریا میری

میں جو مداحِ نبیؐ ہوں تو فرشتوں میں جلیل ۔۔۔ قدر ہے دھوم ہے تعریف ہے کیا کیا میری

باغِ طیبہ سے جو بادِ سحری آتی ہے　　دلِ دیوانہ یہ کہتا ہے پری آتی ہے

لیکے زائر جو مدینے کی خبر آتے ہین　　مژدہ دینے کو بجھے بے خبری آتی ہے

وِردِ مازاغ سے دیتا ہون تسلّی دل کو　　یاد جب آنکھ وہ اعجاز بھری آتی ہے

کرمِ ساقیِ کوثر ہے کہ ہر روز یہان　　اک صراحی مِیِ کوثر سے بھری آتی ہے

فیض پہونچا ہے چمن مین ترے دیوانون سے　　کہ گلون کو روشِ جامہ دری آتی ہے

شعلہ اُٹھتا ہے جو سینے سے غمِ حشر مین　　لیکے پانی مری آنکھو نکی تری آتی ہے

شکر ہے فیض سے اس بحرِ رسالت کے جلیل

کشتِ امید نظر مجکو ہری آتی ہے

دیکھکر شہ کو پکارینگے قیامت والے　　سطرف بھی نظر او تاجِ شفاعت والے

کیا غلاموں پہ عنایت ہے کہ محشر میں حضور
کہتے پھرتے ہیں کہاں ہیں مری اُمّت والے

میں جو طیبہ کے تصوّر میں رہا کرتا ہوں
رشک کرتے ہیں مرے حال پہ جنت والے

آستاں بوسیِ حضرت ہے میسّر جنکو
سچ تو یہ ہے کہ وہی لوگ ہیں قسمت والے

اللہ اللہ یہ وہ بارگہِ عالی ہے
سر جھکاتے ہیں جہاں شوکت و حشمت والے

حشر میں دیکھ کے اُس قامتِ رعنا کی ادا
کیا قیامت نہ اُٹھائیں گے قیامت والے

یا نبی اب تو ذرا جلوہ نمائی ہو جائے
دل کو تھامے ہوئے حاضر ہیں زیارت والے

بے خبر ہوتے ہیں نہ وہ ہوش میں آتے ہیں کبھی
بادۂ عشقِ محمّد کے جو ہیں مست والے

جس طرح مہر سے روشن ہیں ستارے یونہی
فیض پاتے ہیں ترے در سے کرامت والے

مل گیا دامنِ محبوب کا سایہ اُن کو
سب سے اچھے رہے محشر میں محبت والے

نازاسپر ہے کہ ہین اُنکے غلامو نمین حلیل

اہلِ تقویٰ ہین نہ ہم زُہد و عبادت والے

کٹے عُمر صلِّ علےٰ کہتے کہتے
اُٹھون حشر مین مصطفیٰ کہتے کہتے

محمدؐ کو پایا خدا کہتے کہتے
خدا ملگیا مصطفیٰ کہتے کہتے

بُرا کام نکلے اگر جان نکلے
زبان سے حبیبِ خدا کہتے کہتے

پیامِ تمنّا نہ پوچھو ہمارا
کہ تھک تھک گئی ہے صبا کہتے کہتے

وہ لذّت بھرا تھا مدینے کا قصّہ
مجھے ہائے غش آ گیا کہتے کہتے

سراپا زبان شمع سان بنگیا ہون
غمِ ہجر کا ماجرا کہتے کہتے

ہوئین مشکلین عنبریہ نکی آسان
محمدؐ کو مشکل کُشا کہتے کہتے

عجب حال ہوگا جو روضے پہ اُنکے میں پہونچونگا روحی فدا کہتے کہتے

کچھ ایسا ہوا رعب وقت حضوری زبان رُک گئی مدعا کہتے کہتے

ہوئے داخلِ خلد عشاق خود کو غلام شہِ انبیا کہتے کہتے

جلیس آگئے وجد مین سب فرشتے

ترے شعر پر مرحبا کہتے کہتے،

نہ منصب نہ دولت نہ زر چاہیئے مجھے آپ کی اِک نظر چاہیئے

صبا اور کو دے نوید بہار مجھے مصطفٰے کی خبر چاہیئے

پری کی نہ حور و ملک کی طلب بشر ہون مین خیر البشرؐ چاہیئے

زہے نشۂ جامِ عشقِ رسول یہ مستی تو آٹھون پہر چاہیئے

درِ مصطفیٰؐ ہے ادب اے جبین	یہان سجدہ کرنے کو سر چاہیے

نہان کب ہین آنکھون سے شاہِ رسلؐ	مگر دیکھنے کو نظر چاہیے

ملے یا نہین قصرِ جنت شہاؐ	تمھاری نگاہون مین گھر چاہیے

رہے مجھکو قربِ محمدؐ نصیب	یہی وِردِ شام و سحر چاہیے

دو عالم ہے گلزار جس پھول سے	وہی پھول بادِ سحر چاہیے

رہین نخلِ طیبہ کے سائے مین ہم	کوئی گل نہ کوئی ثمر چاہیے

دمِ نزع اک جلوہ بہرِ خدا	مسافر کو زادِ سفر چاہیے

یہ کہتی ہے میری جبینِ نیاز	مجھے آپ کا سنگِ در چاہیے

تصور ہے آلؓ و اصحابؓ کا	یہ گلدستہ پیشِ نظر چاہیے

مدینے مین کھینچون نہ کیون آہِ سرد   چمن مین نسیمِ سحر چاہیے

دعا مین اثر ہے مقرر جلیل

ہماری زبان مین اثر چاہیے

احمدؐ پہ نظر جسنے اے اصلِ علا ڈالی   آئینۂ خاطر سے ہر شکل مٹا ڈالی

حق نے جو نظر تم پر محبوبِ خدا ڈالی   صورت پہ ہوا شیدا الفت کی بنا ڈالی

اب گرد رہِ طیبہ اُڑتی نظر آئے کیا   سُرمے کی طرح سب نے آنکھون مین لگا ڈالی

حقا وہ حبیبِ حق تو ہے کہ تری خاطر   خلاقِ دو عالم نے عالم کی بنا ڈالی

یثرب کے چمن کی تھی اک موجِ ہوا جسنے   سب آگ مرے دل کی دم بھر مین بُجھا ڈالی

معراج کی شب رضوان کر نذر کا کچھ سامان   آتے ہین شہِ خوبان پھولون کی لگا ڈالی

مازاغ کا سرمہ تھا زیبا انھین آنکھون کو   جن آنکھون مین قدرت نے بنیادِ حیا ڈالی

مرقد جو بنا شہ کا سب حور و ملائک نے | جنّت کے چڑھائے گُلِ رحمت کی رداڈالی
دیدارِ نبیؐ سے ہم کرتے ہیں علاج اپنا | سوزش جو ہوئی دل میں آنکھوں میں دوا ڈالی
ممنونِ صبا ہوں میں سب خاک مری جسنے | لیجا کے مدینے میں اکسیر بنا ڈالی
وصفِ قدِ حضرتؐ سے ہے فکر بلند ایسی | مصرع جو ہوا موزوں طوبیٰ کی بنا ڈالی
قدرت کے مرقع میں کیا کیا تھے حسین لیکن | کھینچی جو تری صورت ہر شکل مٹا ڈالی
میرا خطِ عصیاں ہے اب اک ورقِ سادہ | حرفوں کی سیاہی سب رو رو کے مٹا ڈالی
وہ سوختہ جاں ہوں میں سوزِ تپِ ہجراں سے | بجلی جو ادھر آئی آہوں سے جلا ڈالی
پلکوں سے بلائیں بھی میں نے تو نہیں لی تھیں | کیوں دل میں گرہ تو نے اے زلفِ دوتا ڈالی
امت کے گناہوں کا پردہ وہ رہی بنکر | جب دوشِ مبارک پر حضرتؐ نے ردا ڈالی

پھر کیوں نہ خدا ملتا پھر کیوں نہ نبی ملتے　　جب اپنی خودی ہم نے اُلفت میں مٹا ڈالی

نظروں میں جچیں جبریل اپنی تھے عرش کے سب جلوے

اُس روضۂ انور پر جب آنکھ ذرا ڈالی ؁

جہاں اکبار ذکرِ احمدِ مختار ہوتا ہے　　وہاں برسوں نزولِ رحمتِ غفار ہوتا ہے

مسیحا کی طلب کیوں ہو مریضانِ محبت کو　　مسیحا سے تو بڑھ کر آپ کا بیمار ہوتا ہے

جو کر دیتی ہے بیخود یاد اُس مستانہ چتونکی　　تو مجکو آپ میں آنا بہت دشوار ہوتا ہے

نہیں موقوف کچھ حشر میں عنایت اہلِ طاعت پر　　کہ ہر عاصی پہ لطفِ سیدِ ابرار ہوتا ہے

سفینہ امتِ عاصی کا ہر کب سے تباہی میں　　جو چاہیں آپ تو اک دم بھر میں بڑا پار ہوتا ہے

وہی ہوتا ہی مقبولِ الٰہی دین و دنیا میں　　جو منظورِ نگاہِ احمدِ مختار ہوتا ہے

مدینے کا نہ چھیڑو ذکر مجھ مہجور کے آگے — جگر ہوتا ہے شق اک تیر دل کے پار ہوتا ہے

بہارِ باغِ طیبہ کی جو کرتا ہے ثنا کوئی — تو اُڑ جانے کو مرغِ دل مرا تیار ہوتا ہے

ہمارے آنسوؤں کا سلسلہ عشقِ محمدؐ میں — یہ سنتے ہیں کہ حوروں کے گلے کا ہار ہوتا ہے

خدا رکھے سلامت اے خیالِ مصطفےٰؐ تجکو — تجھی سے کچھ سکونِ خاطرِ بیمار ہوتا ہے

جو اُنکو دیکھتا ہے عمر بھر رہتا ہے متوالا — اثر میں بڑھ کے مے سے شربتِ دیدار ہوتا ہے

وہ سارا چشمۂ کوثر بھی پی جائے تو کیا حاصل — بھلا کب سیر اُن کا تشنۂ دیدار ہوتا ہے

دمِ فکرِ سخن فیضِ خیالِ روئے حضرتؐ سے — نکلتا ہے جو مطلع مطلعِ انوار ہوتا ہے

یہ کیا ممکن کہ اُس سے فرض کوئی ترک ہو جائے — محمدؐ کا جو دیوانہ ہے وہ ہشیار ہوتا ہے

دوا کرتا ہے وہ اپنی درود ذکرِ حضرتؐ سے — گنہ کا روگ عصیاں کا جسے آزار ہوتا ہے

جبریل آنا یہاں لازم ہے سرِ جانِ دل سے

کہ دربارِ نبی اللہ کا دربار ہوتا ہے

ترجیع بند شبِ معراج

اللہ اللہ عجب انوار ہیں معراج کی رات ۔ نور افشاں در و دیوار ہیں معراج کی رات

وصلِ محبوب کے آثار ہیں معراج کی رات ۔ کھلنے کو پردۂ اسرار ہیں معراج کی رات

جلوے رحمت کے نمودار ہیں معراج کی رات ۔ تاک اس طرح گہربار ہیں معراج کی رات

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مرحبا آج قدم رنجہ وہ فرماتے ہین
خالقِ پاک کے محبوب جو کہلاتے ہین

قدسیون کا ہے وہ عالم کہ بچھے جاتے ہین
دلِ بیتاب کو قابو مین نہین پاتے ہین

آمدِ شاہ کے چرچے انھین تڑپاتے ہین
ایک سے ایک یہ کہتا ہے حضور آتے ہین

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نظر آتی ہے نئی چرخِ کہن کی صورت
خلد آراستہ ہے آج دُلھن کی صورت

غنچے غنچے مین جھلک دیتے عدن کی صورت
قابل سیر ہے اب سرو و سمن کی صورت

دلِ مشتاق شگفتہ ہے چمن کی صورت
کہتے ہین دیکھکے سب شاہِ زمن کی صورت

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حوریں کہتی ہیں ہم اس حسن پہ قربان ہونگے
جامہ زیبی پہ تری چاک گریبان ہونگے

جتنے جلوے ہیں نہاں آج نمایاں ہونگے
صدقے ہر جلوے پہ دیدار کے ارمان ہونگے

خوب نظارۂ رخسارۂ تابان ہونگے
دیکھنے والے یہ کہہ کہہ کے ثنا خوان ہونگے

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جبرئیل آئے ہیں لینے کو یہ رتبا دیکھو
عرش سے آگے ہی جانا یہ ارادا دیکھو

سرِ اقدس پہ سجی کیا بانکا عماما دیکھو
حق نما آنکھ میں مازاغ کا سرما دیکھو

آؤ اس حسنِ مجسم کا تماشا دیکھو
بڑھ کے مطلع یہ پڑھو حسبِ رخِ زیبا دیکھو

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اِس سواری کی عجب شان ہے اے صلِ علیٰ
دہنے بائیں نظر آتا ہے فرشتوں کا پرا

تاروں میں چاند سے روشن ہیں جنابِ والا
شمعِ ایوانِ دنیٰ اخترِ برجِ طٰہٰ

شہسوارِ مدنی صدر نشینِ بطحا
اے بقربانِ تو صد جان و دل و دیدہ ما

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہائے وہ چہرہ پہ گیسوے دوتا کا عالم
لیلۃ القدر میں وہ نورِ ضیا کا عالم

ہو گیا گرد یہاں بدر سما کا عالم
چھا گیا مشعلوں پر نورِ خدا کا عالم

آج پوچھو نہ فدایانِ ادا کا عالم کہتے ہیں دیکھ کے شاہِ دوسرا کا عالم

مرحبا سیدِ مکّی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھو دیکھو طلبِ خاص کا منشا ہیں یہی آنکھیں روشن کرو ماہِ شبِ اسرا ہیں یہی

محرمِ رازِ یہی سرِّ فاوحیٰ ہیں یہی حسنِ افروزِ جمالِ فتدلّٰی ہیں یہی

دردمندانِ محبت کے مسیحا ہیں یہی اس ثنا کیلئے سچ پوچھو تو زیبا ہیں یہی

مرحبا سیدِ مکّی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہی بیمار کو دارو شفا دیتے ہیں یہی بگڑی ہوئی باتوں کو بنا دیتے ہیں

راہ بھولے ہوؤنکو راہ بتا دیتے ہین ۔ یہی باللہ سے بندون کو ملا دیتے ہین

اپنے رخسار سے پردہ جو اُٹھا دیتے ہین ۔ گرد پھر پھر کے یہ عشاق صدا دیتے ہین

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھکر مسجدِ اقصیٰ کو جو سرکار بڑھے ۔ پیشوائی کیلئے چرخ کے اُخضار بڑھے

انبیا تھے جو وہان طالبِ دیدار بڑھے ۔ کیا نبی کیا ملک و حور سب اکبار بڑھے

سب سے ملتے ہوے اور احمدِ مختار بڑھے ۔ اِس طرح کہتے زیارت کے طلبگار بڑھے

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کوئی کہتا تھا کہ اس شانِ طلب کے صدقے
کوئی کہتا تھا کہ اس نام ولقب کے صدقے

ہے شبِ قدر بھی معراج کی شب کے صدقے
بزمِ عشرت کے فدا جشنِ طرب کے صدقے

جان و دل مہرِ عجم ماہِ عرب کے صدقے
ہر قدم پر ہے حیا حسنِ ادب کے صدقے

مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آسمانوں سے گزر کر دہ امامِ جبریلؑ
پہونچے سدرہ کو جو ہے خاص مقامِ جبریلؑ

بھر دیا بادۂ مقصود سے جامِ جبریلؑ
آپکے نور سے روشن ہوا نامِ جبریلؑ

واں سے آگے جو بڑھے لیکے سلامِ جبریلؑ
تھا ہی شاہ سے اُس وقت کلامِ جبریلؑ

مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ تنہا ہوے راہی سوے عرش اعظم عرش نے فخر کیا چوم کے حضرت کے قدم

اُس جگہ ہوتے تھے مفہوم یہ مضمون بہم آؤ قریب آؤ کہ بہت دیر سے مشتاق ہیں ہم

تیرے لینے کو ہے کھولے ہوے آغوش کرم دیکھ کہتے ہیں تری شان میں کیا لوح و قلم

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آؤ قریب آؤ کہ کریں مورد رحمت تجکو آؤ قریب آؤ کہ ملے قرب کا خلعت تجکو

آج دکھلائینگے ہم جلوۂ وحدت تجکو آج پہنائینگے ہم تاجِ شفاعت تجکو

دیکھ لائی ہے کہاں تیری محبت تجکو عرشِ اعظم بھی یہ دیتا ہے بشارت تجکو

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

واہ رے قرب کہاں سید والا پہونچے — تا بہ خلوت کدہ سر فاوحی پہونچے

قاب قوسین تو کیا تا حد ادنیٰ پہونچے — جس جگہ کوئی نہ پہونچا تھا وہاں جا پہونچے

سایہ بھی دے نہ سکا ساتھ وہ تنہا پہونچے — بولے قدسی کہ مبارک ہو تمھیں آ پہونچے

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہ وہ جا ہے کہ رسائی سے گماں قاصر ہے — فہم عاجز ہے یہاں عقل بشر فاتر ہے

وہی منظور ہے اس وقت وہی ناظر ہے — وہی شاہد وہی مشہود عجب یہ سر ہے

کوئی اس رازِ نہانی سے کہاں ماہر ہے   خوش ہے شمع سے گہر ریزِ لبِ شاعر ہے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اب یہ ہے عرض حضورِ شہِ الا القاب   ہے جبلیل آپکی فرقت میں نہایت بیتاب

ہند کی خاکِ پہ مہجور کی مٹی ہی خراب   شربتِ وصل سے کر دیجئے اسکو سیراب

حشر میں خاص ہو اسپر نگہِ لطفِ جناب   شعر قدسی کا وہ پڑھتا چلے ہمراہِ رکاب

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

رُباعیاتِ معراج

لو جلوہ نما آج ہے معراج کی رات
سب راتوں کی سرتاج ہے معراج کی رات

ہے پھیلی ہوئی نورِ خدا کی تنویر
کب چاند کی محتاج ہے معراج کی رات

دیگر

جو دل ہے وہ مسرور ہے معراج کی رات
جو آنکھ ہے پُر نور ہے معراج کی رات

اس رات کی کیا بات ہے اے صلِ علیٰ
زلفِ شبِ دیجور ہے معراج کی رات

دیگر

وہ جلوہ نمودار ہے معراج کی رات
جو بخت ہے بیدار ہے معراج کی رات

دیکھے تو کوئی زلفِ نبی کا عالم
اس زلف کا ہر تار ہے معراج کی رات

دیگر

اس رات کی تصویر ہے ہر پتلی مین — کیا بات ہو گر کرے جو یہ گھر پتلی مین
تاریکیِ شب مین ہے تجلّی ایسی — جس طرح کہ ہو نورِ نظر پتلی مین

دیگر

لینے کو ملک تا درِ اقدس آئے — کعبے سے چلے بیتِ مقدّس آئے
وان سے گئے تا عرش مگر صورتِ برق — بستر تھا ابھی گرم کہ واپس آئے

دیگر

اک دم مین کہان سے وہ کہان تک پہونچے — پہونچا نہ جہان کوئی وہان تک پہونچے
یہ سیر کے معنی ہین کہ مانندِ خیال — نکلے جو مکان سے لامکان تک پہونچے

دیگر

حضرت کے اگر کچھ بھی اشارے ہو جائیں

اچھے ابھی سب درد کے مارے ہو جائیں

صدقہ شبِ معراج کا اے ماہِ کمال

روشن مرے تاریک ستارے ہو جائیں

دیگر

سرمایۂ تنویر ہے معراج کی رات — سر دفترِ توقیر ہے معراج کی رات

والشمس ہے وصفِ رُخِ زیبائے رسولؐ — واللیل کی تفسیر ہے معراج کی رات

رباعیات نعتیہ

امت کو محمدؐ سا شہنشاہ ملا گم راہِ طلب تھی خضرِ راہ ملا

اور اس سے سوا کیا ہے جو ملتا ہمکو اللہ کے محبوبؐ سے اللہ ملا

دیگر

اللہ رے رسولِ عربیؐ کا پایا رتبہ یہ بشر نے نہ ملک نے پایا

گو سر پہ دو عالم کے رہے سایہ فگن لیکن نہ کسی آنکھ نے دیکھا سایا

دیگر

احمدؐ کی محبت کا جو دیوانہ ہے ذی ہوش ہے باخبر ہے فرزانہ ہے

کہتے ہین جسے بلبل مرغِ سدرہ جسکو شمعِ رخِ پُر نور کا پروانہ ہے

دیگر

اونچا ہے ترے قُرب کا پایا کیسا
اللہ نے محبوب بنایا کیسا!

سایہ جو نہیں قد کا تعجّب کیا ہے
اے نورِ خدا نور کا سایا کیسا

دیگر

کیا کام ترے رُخ کی صفا کرتی ہے
جو آنکھ ہے وہ کسبِ ضیا کرتی ہے

چھونے جو نہ پائی تنِ اطہر کو مگس
ہر دم کفِ افسوس ملا کرتی ہے

منقبت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

رُباعی

صدیقؓ ہیں سردارِ جہاں بعدِ رسولؐ ‏ فاروقؓ سے اسلام کو قوت ہے حصول

عثمانؓ غنی جامع قرآنِ مجید ‏ حیدرؓ بخدا شیرِ خدا زوجِ بتولؓ

دیگر

اسلام کو دنیا میں جو پھیلاتے ہیں ‏ مردانِ خدا وہی تو کہلاتے ہیں

اب تک لحدِ قیصر و کسریٰ پہ جلیل ‏ لو نام عمرؓ کا تو لرز جاتے ہیں

دیگر

روضے سے جو فیضیاب ہو جاتا ہے — قطرے سے دُرِ خوش آب ہو جاتا ہے

راتوں کو چراغ لحدِ حیدرؓ سے — گرتا ہے جو گُل گلاب ہو جاتا ہے

دیگر

یا رب پئے فاروقؓ و علیؓ رحمت کر — یا رب پئے عثمانِ غنیؓ رحمت کر

صدیقؓ کا میں واسطہ دیتا ہوں تجھے — رحمت ہے تری سب سے بڑی رحمت کر

منقبت حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام

رباعی

واقف ہین سب اللہ کے مقبولون سے — یعنی راہِ خدا کے مقتولون سے

سبطینِ نبیؐ ہین گلِ ریحانِ نبیؐ — کونین ہے گلزار انھین دو پھولون سے

دیگر

محبوبِ الٰہ کے دل و جان ہین دونون — حق یہ ہے کہ فخرِ دو جہان ہین دونون

ہے شان مین سبطین کی وارد یہ حدیث — سردارِ جوانانِ جنان ہین دونون

دیگر

بامِ شرف و فضل کے زینے دو ہیں — دریائے حقیقت کے سفینے دو ہیں
اللہ رے راکبانِ دوشِ احمدؐ — خاتم تو ہے ایک اور نگینے دو ہیں

دیگر

صورت ہی وہی جس سے عیاں ہو معنی — کیا سمجھے وہ رکھتا ہی نہیں جو معنی
سبطینؑ ہیں یوں ذاتِ نبیؐ میں شامل — جس طرح کہ اک لفظ کے ہوں دو معنی

دیگر

اِن کو عمل و علم کا منبع دیکھا — اُن کو کرم و جود کا مرجع دیکھا
سبطینؑ کا ملنا ہے نبیؐ کا ملنا — مصرع جو بہم دو تھے مطلع دیکھا

سلام

کربلا میں جو علیؑ کا مہِ انور آیا
پوچھتی تھی یہ زمیں کون فلک پر آیا

نام کس تشنہ دہن کا مرے لب پر آیا
ساغرِ چشم چھلکنے لگے دل بھر آیا

رشکِ بانوؑ نے کہا رن سے جو اصغرؑ آیا
خون میں آج مرا لعل نہا کر آیا

پیاس میں خوب تھی اُس بحرِ کرم کو ورنہ
بارہا جام لبِ چشمۂ کوثر آیا

شکر ہے سنگدلوں میں نہ رہا لعل کوئی
حرؑ جو آیا مع فرزند و برادر آیا

اُڑ کے آیا جو سمندِ شہِ ذوالار ن میں
سب یہ سمجھے کہ ہما جوڑ کے شہپر آیا

شہؑ کے پابوس کو آیا نئے انداز سے حرؑ
نذر دینے کو ہتھیلی پہ لئے سر آیا

مشک بھرنے کو جو اُترے ہین علی حیدرؓ — شور برپا ہے کہ دریا مین سمندر آیا

تر پسینے مین جو تھا اسپِ ہزبرِ دریا دل — جدھر آیا وہ لُٹاتا ہوا گوہر آیا

تیرِ قاتل سے ہوا شاہ کا مقصد پورا — وہ در آیا جو کلیجے مین تو یہ بر آیا

ایسی کچھ تشنہ دہانی کی تھی خاطر منظور — نام پانی کا نہ حضرت کی زبان پر آیا

آج دسوین ہی محرّم کی خدا خیر کرے — صبح سے شور ہے وہ شام کا لشکر آیا

صِرف آبِ گُہرِ اشک نے دی کچھ تسکین — اور پانی نہ یتیمون کو میسّر آیا

حالِ سجّادؓ کا جب وقتِ اسیری دیکھا — بیڑیان چیخ اُٹھین طوق کو چکّر آیا

رخصتِ شہ سے ہوئی آمدِ عباسِ علیؓ — بزدلون نے یہی جانا کہ غضنفر آیا

منہ پہ کھاتے رہے تلوار برابر دیندار — بل نہ ابرو پہ مگر بال برابر آیا

کاٹنا سہل نہ تھا خشک گلا پیاسے کا ایک منہ موڑ گیا دوسرا خنجر آیا

گئے جنت کو جو عباسؑ تو حوروں نے کہا لبِ دریا سے یہ چلکر لبِ کوثر آیا

آکے تڑپا گئی یادِ شہدا مجکو جلیل
تیر آیا نہ چھری آئی نہ خنجر آیا

دیگر

داغِ دل بنکے غمِ سیدِ ابرار رہا زندگی بھر مجھے جلنے سے سروکار رہا

دیکھئے کاش شہِؑ دین مرے رونے کی بہار رنگ برسے آٹھ پہر دیدۂ خونبار رہا

آفریں صبر و تحمل پہ شہِؑ بیکس کے ایک دم لاکھ بلاؤں میں گرفتار رہا

مجکو بھولی نہیں عابدؑ کی برہنہ پائی پاؤں میں اُنکے مرے دل میں چھُبا خار رہا

حوصلہ دیکھیے اُس شاہِ جوان ہمت کا ۔۔۔ پیاس میں جامِ شہادت کا طلبگار رہا

قافلے میں نہ بچا کوئی بجز عابدؑ کے ۔۔۔ ایک بیمار بہتّر کا عزادار رہا

کٹ گئے ہاتھ جو عباسؓ کے وقتِ پیکار ۔۔۔ رعب اُس شیر کا کھینچے ہوئے تلوار رہا

کیسے کیسے صفِ اعدا میں قوی ہیکل تھے ۔۔۔ سب پہ بھاری خلفِ حیدرؓ کرّار رہا

ہو کے تنہا بھی نہ تنہا ہو غربت میں امامؑ ۔۔۔ صبر غمخوار رہا فضلِ خدا یار رہا

گُل جو زخموں کے کھلے اپنے نظر کیا ہوتی ۔۔۔ شاہ کے پیشِ نظر خُلد کا گلزار رہا

عرض کرنا مرے آقا سے یہ اے بادِ صبا ۔۔۔ تشنہ لب تم رہے میں تشنۂ دیدار رہا

شہؑ کا مدّاح بھی ہے اور ہے گریاں بھی جلیل

کبھی آنکھوں سے کبھی لب سے گہر بار رہا

دیگر

خواب مین آئین نظر زہرؑا کے پیارے رات کو

یا خدا چمکین ہمارے بھی ستارے رات کو

شامیون کے ظلم یاد آکر رُلاتے ہین ہمین

ہم بسر کرتے ہین دریا کے کنارے رات کو

حارثِ کمبخت نے جانی نہ اُن کی قدر ہائے

آگئے تھے اُسکے گھر مین دو ستارے رات کو

بھوک پیاس اُن کو کہان پیتے تھے دن کو اشکِ خون

اور غم کھاتے تھے وہ غربت کے مارے رات کو

نیند کیا آئے ہمیں لے مہ جبین ابن حسین رضؑ

تم جو آنکھوں میں پھرو زلفیں سنوارے رات کو

لاشۂ فرزندِ حیدر رضؓ کی حفاظت کے لئے

شیر اک پھرتا تھا دریا کے کنارے رات کو

سونے والو صبحدم باغ جہان سے کوچ ہے

گریۂ شبنم یہ کہتا ہے پکارے رات کو

کیا قیامت تھی شبِ عاشورہ پوچھو چرخ سے

اشک بن بن کر برستے تھے ستارے رات کو

باپ سے چھٹنا قیامت ہے سکینہ رضؓ کیلئے

نیند سے اب چونک کر کس کو پکارے رات کو

صبحکو دیکھا تو ہر پھر کر اسی جا تھا قیام

کربلا سے بارہا حضرت سدھارے رات کو

کہتی تھی بانوؓ نہ کیون اختر شماری مین کرون

یاد آتے ہین مری آنکھون کے تارے رات کو

دیکھیے کیا حال ہوتا ہے سحر تک اے جلیل

شمع سان ہم بھی ہین رونے پر اُتارے رات کو

دیگر

جنکا شہرہ تھا کبھی مصر کے بازارونمین وہ بھی ہین یوسفِ زہراؓ کے خریدارونمین

کون مجھ سا ہی شہیدونکے عزادار ونمین　　درد ہمدرد ہے غم ہے مرے غمخوار ونمین

دیکھکر آب چمکتی ہوئی تلوار ونمین　　عید تھی جام شہادت کے طلبگار ونمین

اے مسیحا نے دو عالم یہ ذرا دھیان رہے　　ہم بھی ہین عابد بیمار کے بیمار ونمین

گل مقصود بنین گے یہی ٹکڑے دل کے　　گو نہ ہو کھون مین انھین آنسو ونکے تار ونمین

سیر گل خاک کرے ماہ محرم مین کوئی　　ہر طرف خون کی بو آتی ہی گلزار ونمین

فوج دشمن سے کوئی حر کا نکلنا دیکھے　　چن لیا شاہ نے وہ پھول جو تھا خار ونمین

قافلے والو خدا کیلئے آہستہ چلو　　ایک بیمار بھی ہی تازہ گرفتار ونمین

نظر بد سے خدا عون و محمد کو بچائے　　دیکھنا کیسے دھنسے جاتے ہین تلوار ونمین

ق

خوشجمالی کے فدا شان جلالی کے نثار　　بجلیون کی ہی چمک چاند سے رخسار ونمین

ملکے پھلکے قد و قامت میں غضب کی پھرتی
چلتی پھرتی ہیں یہ دو تیغیں جفا کا رونیں

ماں کہتی ہے کہ شبیرؑ کا سب صدقہ ہے
ورنہ تھی جان کہاں اتنی مرے پیاروں میں

بعدِ شبیرؑ یہ کہتے تھے عزیزانِ وطن
پھول گلشن میں نہیں چاند نہیں تاروں میں

پھول جنت کے جو تھے دامنِ رضوان میں جلیل
بٹ گئے سب وہ شہیدوں کے عزاداروں میں

دیگر

جوشِ رونے کا غمِ سیدِ ابرار میں ہے
دلمیں جو کچھ تھا لہو دیدۂ خونبار میں ہے

دردِ دل کی مجھے پیہم یہ خبر دیتا ہے
تار برقی کا اثر آنسوؤں کے تار میں ہے

نگہِ لطف سے مرتے ہوئے جی جاتے ہیں
تھی جو عیسیٰؑ میں صفت عابدؑ بیمار میں ہے

کہتے تھے شوقِ شہادت میں شہِؑ تشنہ دہن — مجکو درکار وہ پانی ہے جو تلوار میں ہے

تیغِ عباسؓ سے جلکر ہوے ٹھنڈے لاکھون — آگ پانی کا خزانہ اسی تلوار میں ہے

کیون نہ اکبرؓ کیلیے ہون گہر افشان آنکھین — شاہ کا لال گھرا فوجِ ستمگار میں ہے

غمِ اصغرؓ میں قیامت تھی یہ مان کی فریاد — یا خدا پھول مرا کون سے گلزار میں ہے

دلِ مضطر کا پتا اب مرے پہلو میں کہان — ہوئی مدت کہ وہ شبیرؓ کے دربار میں ہے

یون دعا کرتے تھے شبیرؓ شہادت کیلیے — کیا کمی اے مرے مولا تری سرکار میں ہے

اُن کو مژدہ ہو جو پیاسو نکے لیے روتے ہین — آبِ کوثر کی جھلک اشکِ عزادار میں ہے

گل و ریحانِ پیمبرؐ ہین حسنؓ اور حسینؓ — انھین پھولون کی مہک خلد کے گلزار میں ہے

یاد اُن زخمی ہوے کانٹون سے تلوے سجادؓ — کچھ عجب طرح کی لذت خلشِ خار میں ہے

روئیں کس کسکی شہادت پہ یہ دو آنکھوں سے | داغ ہی داغ دلِ عابدؓ بیمار مین ہے

بھوکے پیاسے ہوے لاکھوں سے مقابل تنہا | کیا شجاعت خلفِ حیدرؓ کرار مین ہے

نامِ شبیرؓ کی ہوتی ہی جو تکرار اے سلیل

لذّتِ قندِ مکرّر مرے اشعار مین ہے

دیگر

ہاے شبیرؑ نہ پائین لبِ دریا پانی | بات ایسی ہے کہ ہوتا ہی کلیجا پانی

ہان کرو دوستو رو رو کے کلیجا پانی | دلِ شبیرؑ مین آسان نہین جا پانی

آ و فیضِ خلفِ ساقیِ کوثر دیکھو | یہ جگہ وہ ہے جہان بھرتے مین دریا پانی

ذکرِ شبیرؑ سے گرمائی ہوئی محفل ہے | ہان مرے دیدۂ تر آج تو برسا پانی

نامِ شبیرؑ سے ملتی ہے وہ لذت دلکو | جیسے پیاسے کو مزہ دیتا ہی ٹھنڈا پانی

دھیان رہتا ہے شہِ تشنہ دہن کا مجکو
آنکھیں بھر آئیں جہاں سامنے آیا پانی

مقتضی تھا یہی سبطِ نبی کے غم کا
خاک صحرا میں اُڑے اور ہو دریا پانی

آب شمشیر تھی پیاسوں کے لئے آبِ حیات
جی اُٹھے سو کھے ہوے پھول جو پایا پانی

پیاس میں صبر تھا مقصودِ شہِ دیں ورنہ
قدمِ پاک کے نیچے سے اُبلتا پانی

ایسے تردست تھے شمشیر زنی میں عباسؓ
جسپہ اک ہاتھ پڑا اُسنے نہ مانگا پانی

دو کے پانی جو طلب کرتے تھے پیاسے بچے
یاس کہتی تھی ان آنکھوں میں ہے تھوڑا پانی؟

چھوٹ کر دیتے ہیں آواز حبابِ دریا
بحرِ ہستی کی حقیقت ہے ہوا یا پانی

بھوکے پیاسوں کے جو قاتل تھے نہ سوچے اتنا
ذبح کرتے ہیں تو دے لیتے ہیں دانا پانی

شاہؑ کہتے تھے کسی سے نہیں شاکوہ ہمکو
اپنی تقدیر میں تھی چرخ سے ایذا پانی

ذکرِ شبیرؑ سے ہوتا ہی یہ حال آنکھوں کا
جس طرح دینے لگے پھوٹ کے چھالا پانی

اشکِ عاصی کے اگر پونچھ دے دامانِ کرم
کچھ قباحت تو نہیں پاک ہے بہتا پانی

کربلا تک تو حرم والوں کو لائے تھے حسینؑ
دیکھیں لیجائے کہاں اب اُنھیں دانا پانی

گرچہ عباسؓ کئی روز کے پیاسے ہیں مگر
رعب وہ ہے کہ ہے شیروں کا کلیجا پانی

ساغرِ دیدۂ عباسؓ چھلک جاتے تھے
ہو کے بیتاب جو کہتی تھی سکینہؓ پانی

نہ خبر اہلِ وطن کی نہ رہائی کی امید
شام کا ملک اسیروں کو تھا کالا پانی

ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے میں قربان جلیل
ان پیالوں میں ہے کوثر کا چھلکتا پانی

دیگر

شاہِ والا جو مدینے کا چمن چھوڑ گئے ‏ ‏ ‏ ذکر اپنا پئے یارانِ وطن چھوڑ گئے

سر کٹا کر رہِ تسلیم و رضا میں شبیرؑ ‏ ‏ ‏ عشق کی رسم محبّت کا چلن چھوڑ گئے

کیا ستم ہے جسے فردوس کے حُلّے آئیں ‏ ‏ ‏ لاش اُس شاہ کی محتاجِ کفن چھوڑ گئے

بہ گئے اشکوں کے دریا جو سکینہؑ نے کہا ‏ ‏ ‏ مجکو عباسؑ چچا تشنہ دہن چھوڑ گئے

لیگئے کاٹ کے مظلوم کا سر اہلِ ستم ‏ ‏ ‏ جسم پر چادرِ خون بہرِ کفن چھوڑ گئے

روکے بانوؑ نے کہا میں نہیں کچھ شمع سے کم ‏ ‏ ‏ مجکو جلنے کے لئے شاہِ زمن چھوڑ گئے

داغ اکبرؑ کی جدائی کا رہا سینے میں ‏ ‏ ‏ ہائے کیا لیگئے کیا ابنِ حسنؑ چھوڑ گئے

جوشِ وحشت سے کہا کرتی تھی گھر میں صغراؑ ‏ ‏ ‏ مجکو غربت میں عزیزانِ وطن چھوڑ گئے

کوئی مضمون ہمارے لیے چھوڑا نہ جلیل

ہان فقط اپنا سخن اہلِ سخن چھوڑ گئے

دیگر

روتی ہے آنکھ سبطِ پیمبرؑ کیواسطے
مچھلی تڑپ رہی ہے سمندر کیواسطے

جتنے تھے غم ہر اک پیمبر کے واسطے
وہ سب تھے نورِ دیدۂ حیدرؓ کیواسطے

ساقی لگی ہے آگ فراقِ حسینؑ میں
اک جام ادھر بھی ساقیِ کوثر کیواسطے

مژگانِ شہؓ کے عشق مین اللہ رے جنون
رگ رگ مری پھڑکتی ہے نشتر کیواسطے

مشتاق خود حسینؓ مرے اشکِ غم کے ہین
دریا کو اضطراب ہے گوہر کیواسطے

دل سختیون سے توڑ کے آپ نے رکھدیا
ظالم مرا ہی شیشہ تھا پتھر کیواسطے

بحرِ الم سے حبِّ علیؓ پار اُتار دے — کشتی کی ہے تلاش سمندر کیواسطے

مشکل میں ہوں فتوح کا در مجھپہ کھول دے — اے کارساز فاتحِ خیبر کیواسطے

رونے سے ہے غرض کہ ذرا لب ہلا دیں آپ — دریا بہا رہا ہوں میں کوثر کیواسطے

دل شق ہوا تو اُس سے یہ پیدا ہوئی صدا — گھر چاہیے بڑا غمِ سرور کیواسطے

اللہ رے رعبِ ہمّتِ مردانہ حسینؑ — لاکھوں تھے ایک بیکس و بے پر کیواسطے

مشتاق سب علم کے تھے آئی ندا یہ غیب — خیبر کا در ہے بازوئے حیدرؓ کیواسطے

چل کھپ کے قتل کر گئی سب کو نگاہِ شاہؓ — چھوڑی نہ ایک چال بھی خنجر کیواسطے

جانِ عدو کا کھیل رہی ہے شکار تیغ — بہری چھٹی ہوئی ہے کبوتر کیواسطے

گزرے جدھر رسولؐ کی تصویر کھنچ گئی — یہ بات تھی فقط علی اکبرؓ کیواسطے

راہِ خدا میں سر کٹے یہ چڑھنا عبث نہ تھا — تھیں سربلندیاں سرِ سرورؓ کے واسطے

میدان جیتنا تھا شہیدوں کو صبر کا — کافی تھا ورنہ ایک بھی لشکر کے واسطے

تیر و سنان تھے نخلِ تمنا کے دو ثمر — اصغرؓ کے واسطے علی اکبرؓ کے واسطے

آنسو بہے تو کٹ گئی مشکل حسینؓ کی — وہ قطرے آب ہو گئے خنجر کے واسطے

بولی بلائیں چہرۂ اکبرؓ کی لیکے ماں — ہالہ بھی چاہیے مہِ انور کے واسطے

صغریٰؓ کے خط میں لکھ کے اکبرؓ یہ رو دئے — ق — بھیا تڑپ رہی ہوں میں اصغرؓ کے واسطے

تم نے تو ہائے دل ہی سے اپنے بھلا دیا — بھیجا نہ کوئی تحفہ بھی خواہر کے واسطے

آنکھیں تو خیر رونے سے دم بھر کو تھم گئیں — تدبیر کیا کروں دلِ مضطر کے واسطے

پانی کی بوند دے نہ سکی چلکے فرات — یہ بخل آلِ ساقیِ کوثر کے واسطے

اہلِ ستم نے اہلِ حرم کی سنی نہ ہائے ‎ دیتے رہے خدا و نبی کے واسطے

آیا جو وقتِ نزع تو عقدہ کھلا جلیل

ساری رِیاضتیں تھیں یہ دم بھر کے واسطے

دیگر

پیارا جو کبریا کا ہے اُس پر سلام ہے ‎ صدیق ہی شہید ہے شبیرؓ نام ہے

زہراؓ کا نونہال علیؓ مرتضیٰ کا لال ‎ پروردۂ کنارِ رسولؐ انام ہے

قدسی درود پڑھتے ہیں پیاسوں کی روح پر ‎ وردِ زبانِ حور شہیدوں کا نام ہے

ہمراہیانِ شاہ کا عالم نہ پوچھئے ‎ ایسے مقتدی ہیں نہ ایسا امام ہے

پوچھو ملائکہ سے وقارِ حسنؓ حسینؓ ‎ وہ عرش آشیاں ہی جنت مقام ہے

روتی ہے خون چشمِ فلک جس کے قتل پر　　وہ کون ہے حسین علیہ السلام ہے

کہتے تھے شاہِ دین مجھے پانی چاہیے　　مشتاق آبِ تیغ کا یہ تشنہ کام ہے

دیکھو وہی ہے لاش امامِ شہید کی　　ارواحِ انبیا کا جہاں ازدحام ہے

نزدیک ہے کہ مہرِ امامت غروب ہو　　چاروں طرف سے گھیرے ہوئے فوجِ شام ہے

پیاسوں کے انتظار میں در پر بہشت کے　　حوریں کھڑی ہیں ہاتھ میں کوثر کا جام ہے

کیا کو دل تھا شمر کہ اس پر نظر نہ کی　　شبیرؑ نورِ دیدہ خیر الانام ہے

سر دیدیا مگر نہ دیا حق کو ہاتھ سے　　شیروں کا ہو جو شیر اُسی کا یہ کام ہے

کہتے تھے لوگ اصغرؑ و اکبرؑ کو دیکھکر　　ٹکڑا وہ چاند کا ہے یہ ماہِ تمام ہے

میری مجال کیا ہے جو آقا کہوں تمھیں　　آقا مرا وہ ہے جو تمھارا غلام ہے

یہ فیض ہے جبلیل حسینؑ شہید کا

ڈوبا ہوا جو رنگ مین تیرا کلام ہے

دیگر

چمن مین آمدِ فصلِ عزا معلوم ہوتی ہے
کہ دردانگیز بلبل کی صدا معلوم ہوتی ہے

وہی گلشن نوا سنجی جو کل تک روح افزا تھی
فغانِ نالہ و آہ و بکا معلوم ہوتی ہے

علی اکبرؑ کی صورت دیکھکر دشمن بھی کہتے تھے
کہ تصویرِ نبی صلّ علےٰ معلوم ہوتی ہے

وہ کہنا ہاے صغراؑ کا کہ یارب خیر بابا کی
کئی دن سے تڑپ دل کی سوا معلوم ہوتی ہے

جما ہے گلشنِ ایجاد مین کیا رنگ ماتم کا
لہو مین تر ہر اک گل کی قبا معلوم ہوتی ہے

جلے مین حضرتِ قاسمؑ کچھ اس شانِ جلالت سے
کہ رن مین آمدِ شیرِ خدا معلوم ہوتی ہے

فرشتوں میں یہ چرچا تھا کہ جسم ابن حیدرؓ پر
شہادت کی قبا کیا خوشنما معلوم ہوتی ہے

گلا کٹتا تھا پیاسوں کا تو یہ آواز آتی تھی
کہ آبِ تیغ بھی آبِ بقا معلوم ہوتی ہے

غمِ سرورؓ میں شاید خاک اسنے بھی اُڑائی ہے
غبار آلود جو بادِ صبا معلوم ہوتی ہے

ثباتِ شاہؓ دیکھو اور وہ کرب و بلا دیکھو
یہیں صبر و رضا کی انتہا معلوم ہوتی ہے

زبانِ شکر کے قربان بات جو منھ سے نکلتی ہے
کلامِ حق حدیثِ مصطفےٰ معلوم ہوتی ہے

خلل تھا اشقیا میں دیکھکر عباسؓ کے تیور
اِسکے ہاتھ میں اپنی قضا معلوم ہوتی ہے

گرفتاروں کا سنکر حال اپنی جانِ محزون بھی
اسیرِ حلقۂ دامِ بلا معلوم ہوتی ہے

جلیل آٹھوں پہر خونبار رہتی ہے جو آنکھ اپنی
عزادارِ شہیدِ کربلا معلوم ہوتی ہے

در شان حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ

مرے لب پر جو نام پاک آیا غوث اعظمؓ کا
تڑپ کر دل نے اک نعرہ لگایا غوث اعظمؓ کا

غلام شاہ جیلاںؓ کا ذرا رتبہ کوئی دیکھے
بنا ہے چتر رحمت سر پہ سایا غوث اعظمؓ کا

ہوا سو جان سے قرباں میں نقاش تصویر پر
وہ نقشہ کھینچکر مجکو دکھایا غوث اعظمؓ کا

فلک اس در پہ مجرائی ملک اس در کے شیدائی
یہ شان غوث اعظمؓ ہے یہ پایا غوث اعظمؓ کا

طریقت میں حقیقت میں ولایت میں کرامت میں
کسی نے مرتبہ اب تک نہ پایا غوث اعظمؓ کا

حکومت پر ہیں نازاں حکمراں میں اپنے پہ نازاں ہوں
کہ خالق نے گدا مجکو بنایا غوث اعظمؓ کا

دعا یہ ہے کہ جب درپیش ہو ہنگامہ محشر
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن خدایا غوث اعظمؓ کا

دیگر

محیطِ فیضِ رحمانی محی الدین جیلانی
تمہارا کون ہی ثانی محی الدین جیلانی

تمھین ہو خلق کے سرور تمھین ہادی تمھین رہبر
تمھین محبوبِ سبحانی محی الدین جیلانی

شریعت کو کیا تازہ طریقت کو کیا زندہ
مسیحائی مین لاثانی محی الدین جیلانی

چراغِ کعبۂ عرفان فروغِ دیدۂ ایمان
امام و قطبِ ربانی محی الدین جیلانی

بلا شبہہ ہی آئینہ جمالِ کبریائی کا
تمھاری شکلِ نورانی محی الدین جیلانی

پہونچ جاتا ہی سر عرشِ معلی تک جو رکھتا ہو
تمھارے در پہ پیشانی محی الدین جیلانی

تمھارے ہاتھ مین رکھی ہی خلاقِ دو عالم نے
ہر اک مشکل کی آسانی محی الدین جیلانی

وہ لاکھون تاجداروں سے ہی بڑھکر جسکو حاصل ہے
تمھارے در کی دربانی محی الدین جیلانی

ازل سے آپ کے حصے مین تایید الٰہی سے — دو عالم کی ہے سلطانی محی الدین جیلانی

تمھارے اک اشارے سے قلوب خلق پر کیا کیا — کھلے اسرار پنہانی محی الدین جیلانی

ہزارون سینے تمنے بھر دیے علم لدنی سے — زہے تعلیم روحانی محی الدین جیلانی

دکھا ہے یہی موقع کہ گرداب معاصی مین — مری کشتی ہے طوفانی محی الدین جیلانی

تمھارے چشم و ابرو سے تمھارے روئے نیکو سے — ظہور نور ربانی محی الدین جیلانی

خزانہ تم ہو عرفان کا تمھارا ہر مقولہ ہے — در گنج خدادانی محی الدین جیلانی

جلیل خستہ پر ایسی عنایت ہو کہ محشر مین

نہو اسکو پشیمانی محی الدین جیلانی

رباعی

رہیں مصطفٰےؐ کے غوث الاعظمؓ　　دلبند ہیں مرتضیٰؓ کے غوث الاعظمؓ

ن گردنِ تسلیم نہ خم ہو سب کی　　سرتاج ہیں اولیا کے غوث الاعظمؓ

دیگر

ردِ دلِ عالم کے مسیحا ہیں آپ　　میرے دلِ بیکس کا سہارا ہیں آپ

ل موجِ توجہ کی ادھر بھی یا غوثؓ　　میں تشنہ جگر فیض کا دریا ہیں آپ

در شانِ خواجہ غریب نواز حضرت اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
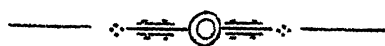
سلطانِ عرب کے نورِ نظر سلطان الہند غریب نواز

ایمان کے شجر عرفان کے ثمر سلطان الہند غریب نواز

اللہ نے رتبہ خاص دیا ۔ ولیوں کا تمھیں سرتاج کیا

وہ سب ہین ستارے تم ہو قمر سلطان الہند غریب نواز

تم قبلہ جان تم کعبہ دین ہین خاک نشین تم عرش نشین

تم دستِ عطا ہین دستِ نگر سلطان الہند غریب نواز

بندہ پرور یہ فیض و عطا کا چھوڑ کے در

مین جاؤن کہان مین جاؤن کدھر سلطان الہند غریب نوازؒ

دل ورنہ میرا ہے ہین جینا مرنا

چوکھٹ ہے تمھاری اور یہ سر سلطان الہند غریب نوازؒ

ستۂ وزار ہون مین تم دیکھ لو سینہ فگار ہون مین

درکار ہے چارۂ دردِ جگر سلطان الہند غریب نوازؒ

حلق معین الدین مقبول ہو عرض جلیلِ حزین

ہو جائے ادھر بھی ایک نظر سلطان الہند غریب نوازؒ

دیگر

خسروِ ملکِ دین معین الدین ؒ — خضرِ راہِ یقین معین الدین ؒ

چارہ جوئی کرے کوئی کس سے — چارہ گر ہو تمہیں معین الدین ؒ

ہو توجّہ کہ ہم غریبوں کا — اور کوئی نہیں معین الدین ؒ

سب نے پائی مُراد مُنھ مانگی — رہ گئے اِک ہمیں معین الدین ؒ

ہو گئی ہے باین فراخی ہائے — تنگ مجھ پر زمین معین الدین ؒ

قربِ مقصود ہو نصیب مجھے — دُور ہو غم کہیں معین الدین ؒ

آپ کے در کا ایک سائل ہے

یہ جلیلِ حزیں معین الدین ؒ

دیگر

درِ خواجہ پہ مجھے لیکے مقدر آیا — بِلّٰہ الحمد کہ پیاسا لبِ کوثر آیا

مین کہان اور یہ دربارِ ضیا بار کہان — اُڑکے ذرّہ طرفِ خسروِ خاور آیا

اور ہدیہ نہ ملا نذر کے قابل مجکو — چشمِ پرخون دلِ پُردرد کو لیکر آیا

عرضِ حاجت کی مجھے اب کوئی حاجت نرہی — مدّعا آپ یہ کہتا ہے کہ مین بر آیا

میر عثمان علیخان ہمین یا ربّ آباد — جنکے ہمراہ ہوا خواہونکا لشکر آیا

یہ نصیب ہے اسی بادشہِ ذیشان کا — حیدرآباد سے اجمیر مکرّر آیا

بارک اللہ عجب بارگہِ عالی ہے — خاکبوسی کیلئے شاہِ فلک فر آیا

واپسی پر یہ کہونگا کہ مرا شاہِ دکن — سفرِ ہند سے منصور و مظفّر آیا

روضۂ پاک میں کیا حسن ہے اللہ اللہ آنکھ در پر جو پڑی دل میں مرے در آیا

دیکھیے شوق زیارت کا اسے کہتے ہیں پیشتر ہم سے ہمارا دلِ مضطر آیا

خوب سوجھی مجھے تدبیر سبکدوشی کی بوجھ عصیاں کا اُٹھائے ہوئے سر پر آیا

چشمۂ فیض سے دنیا ہوئی سیراب جلیل

میرے حصّے میں مئے عشق کا ساغر آیا

دیگر

آج قسمت درِ خواجہ پہ مجھے لائی ہے یہی وہ در ہے جہاں لطفِ جبیں سائی ہے

تھا بہت دور مگر کھینچ بلایا مجھکو جانتے تھے کہ مدّت کا تمنّائی ہے

میں نے اجمیر میں جس وقت قدم رکھا ہے تہنیت کیلئے جنّت کی ہوا آئی ہے

مجکو دیکھو قدمِ حضرتِ خواجہؒ دیکھو
آج تو ذرہ و خورشید مین یکجائی ہے

خاکبوسی کو جھکا ہون تو دھڑکتے دلسے
میرے خواجہؒ مرے خواجہؒ کی صدا آئی ہے

شاہِ آصف کی ہی دولت یہ ہوئی ہے نصیب
جنکے قدمون سے لگی خلقِ خدا آئی ہے

مرحبا دولتِ دارین لٹانے والے
کسنے اِس در سے مُراد اپنی نہین پائی ہے

مثلِ پروانہ ہے روضے پہ ہجومِ عشاق
رہ کے خلوت مین عجب انجمن آرائی ہے

بادشاہون کا بھی دربار نہ دیکھا ایسا
حق نے کیا شان عطا آپکو فرمائی ہے

جرعہ نوشانِ عقیدت کو مزے آتے ہین
جسطرف دیکھیے رحمت کی گھٹا چھائی ہے

گنبدِ پاک یہ ہے یا کوئی خورشید جمال
جلوہ افروز لبصد عشوہ و رعنائی ہے

محو کر دیتی ہے انسان کو تجلّی اِسکی
خود تماشا ہی جو روضے کا تماشائی ہے

نذر کے واسطے کچھ اور مرے پاس نہین　　صرف اک درد کا مارا دلِ شیدائی ہے

چاہتا ہون دلِ مُردہ مرا زندہ ہوجا ے　　آپ ہی سے مجھے اُمیدِ مسیحائی ہے

نابلد کوچۂ عرفان سے ہون لیکن پھر بھی　　نازِ اسپر ہے کہ حضرت سے شناسائی ہے

کچھ کہے کوئی مگر مین تو کہون گا یہ جلیل

جسکو خواجہؒ کا نہ سودا ہو وہ سودائی ہے

رباعی

اے خواجۂ خواجگان معین عالم — اے قطب جہان مہر مبین عالم

کیا وصف کرے آپکا ناچیز جلیل — ہین آپ تو فخر بہترین عالم

دیگر

سرسبز ہوا آپ سے باغ عرفان — لاکھون کو کیا مست ایاغ عرفان

ہے یہ اثر گرمی باطن ابتک — ہر بزم مین جلتا ہے چراغ عرفان

تمت بالخیر بتاریخ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۴۶ ہجری